# روش تربیت سلوکی جبّی کی نظر میں

تنویر حسین ڈار
ریسرچ اسکالر شعبہ فارسی
کشمیر یونیورسٹی
+91 7780807723

## ملخص

مذہب وروحانیت سے وابستگی اور عالم غیب کے اسرار معلوم کرنے کی چاہت انسان کی جبلت میں شامل ہے اللہ کی جانب اس کشش اور احساس کو سمجھا جا سکتا ہے جو انسان کو مقام لاہوت کی طرف راہنمائی کرتی ہے یہ کشش اور احساس ایک مقناطیسی قوت کی طرح ہے جس کو مختلف ناموں سے پکارا جا سکتا ہے مثلاً حقیقت الحقائق ،اصل قدیم ،مبداء وجود وغیرہ

اس بات میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ بنی نوع انسان جب سے اس دہرتی پہ رہنے لگا وہ حقیقت ،اصل وجود ،غایۃ الکمال کی تلاش اور جستجو میں تھا تاریخ میں ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ جب انسان ہر لحاظ سے مجبور تھا نہ کھانے کے لیے کچھ تھا نہ پہنے کے لیے لباس تھا نہ رہنے کے لیے مناسب جگہ ، نہ دوا نہ ڈاکٹر اور نہ ہی دیگر سہولیات میسر تھیں لیکن اس کھٹن اور سخت گھڑی اور درپیش گونا گون مشکلات میں بھی وہ اپنے مالک حقیقی کو نہیں بھولا بقول مولانا رومؔی:

بشنو از نی چون حکایت می کند وز جدائی ہا شکایت می کند

کیونکہ بنی نوع انسان آغاز سے ہی تلاش وجستجو میں سرگرم عمل تھا وہ کسی چیز کی تلاش میں تھا تو اسی لیے وہ کبھی چاند وسورج، ستاروں، بتوں، سانپ، چوہے، آگ، گوسالہ پرستی وغیرہ کی پرستش اور پوجا کرتا تھا یا مشرق ومغرب کی طرف رخ کرکے اپنی روحانی پیاس کی چارہ جوئی کرتا تھا۔

..........

**کلیدی الفاظ:** سیر وسلوک، ریشیت، تزکیہ نفس، پیرومرید، جبی کشمیریؔ۔

**اصل مضمون:**

"ریشیت" کشمیری سیر وسلوک کا روپ ہے لفظ "ریشی" ایک ایسا لفظ ہے کہ جس کا زکر کرتے ہی ہر کشمیری کے زہن میں ایک ایسے آدمی کی تصویر آجاتی ہے کہ جو مادی چیزوں سے بے نیاز رہتا ہے وادی کشمیر میں عشق ومعرفت کی روایت صدیوں پرانی ہے جس کی وجہ سے اس کا ماضی نہایت درخشاں اور تابناک رہا ہے اسی بنیاد پر کشمیر کو ریش وار (یعنی سیر الی اللہ کرنے والوں کی وادی) کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے لیکن وادی کشمیر میں ظہور اسلام اور تبلیغ اسلام کے زمانے تک یہ بزرگان غیر منظّم اور زیادہ تر لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے دور ویرانوں، جنگلوں میں ریاضت اور تزکیہ نفس کی مشق میں مشغول رہے حتا کہ کہا جاتا ہے کہ پیر کامل شیخ العالم نے بھی لوگوں سے ارتباط منقطع کر کے کافی وقت ویرانوں میں گزارا تھا مفت میں تلف ہوئے وقت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ زمانہ برباد ہوا ہے لیکن جب وادی میں باضابطہ طور پر تبلیغ اسلام کا دور شروع ہوا تو ان غیر منظّم ریشی بزرگوں نے آگے آکر اس تحریک کو بام عروج تک لے جانے میں کافی سختیاں اور مشکلات کا سامنا کیا اور بالخصوص شیخ نورالدین ولی نے اس کو دیگر پرانی کشمیری روایتوں سے بالکل جدا کیا اس میں نئی جان اور نیا روح پھونک دیا۔ا

خواجہ حبیب اللہ جبیؔ جو شمس گنائی کے لقب سے مشہور ہیں وادی کشمیر کے ایک نامی گرامی تاجر خواجہ شمس گنائی کے فرزند ارجمند تھے۔۲ یہ خواجہ شمس گنائی نمک کا بیوپاری تھا جبیؔ نے جب ابتدائی تعلیم مکمل کی تو والد نے اپنے ساتھ دکان پر بٹھا دیا لیکن خواجہ جبیؔ اس کام سے مطمئن نہ

تھے اور کام میں دل نہ لگاتے تھے کہا جاتا ہے کہ خواجہ حبیؔ نے کبھی بھی ترازو کو ہاتھ نہیں لگایا بلکہ گاہک سے کہتا تھا کہ جتنا پیسالایا ہے اتنا سودا لے لو۔

"آنچہ زر آوردی در غلطان بگذار و نمک را وزن کردہ ببر"۔۳

کشمیری سیر وسلوک کی ترقی میں حبیؔ کی خدمات بیشمار ہیں اس کے علاوہ اپنے ایک خاص سبک میں پیروں کاروں کی تربیت کرنا ان کا طرز ہی کچھ اور ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خواجہ حبیؔ کے عقیدت مندوں میں اضافہ ہونے لگا روزانہ آپ کی خدمت اقدس میں وادی کشمیر کے گوش وکنار سے آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا آپ نے سلسلہ کبرویہ کی اشاعت و پھیلاؤ میں جو کار ہای نمایاں انجام دے وہ ناقابل فراموش ہیں۔

خواجہ حبیؔ کی شہرت کا ایسا دور دورہ تھا کہ بادشاہ وقت جہانگیر شاہ گورکانی بھی ان کے دیدار کے مشتاق ہوگئے اور مع امراء و وزراء کے ہمراہ خواجہ حبیؔ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوگئے:

گفت باید بہ دیدنش رفتن     شاید اورا از خاص حق گفتن۔۴

کہا جاتا ہے کہ جب بادشاہ جہانگیر خواجہ حبیؔ کے پاس پہنچے تو اس وقت خواجہ حبیؔ کی خدمت میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اور محفل سماع زوروں پر تھی اور خود خواجہ حبیؔ پر وجد کی کیفیت طاری تھی اس محفل کو دیکھ کر بادشاہ وقت جہانگیر شاہ نہایت ہی متاثر ہوئے اور خواجہ حبیؔ سے اپنے حق میں دعا کی گزارش کی اس کے بعد بادشاہ جہانگیر نے خواجہ حبیؔ کی خدمت میں بہت سارے قیمتی تحائف پیش کیے لیکن خواجہ حبیؔ نے ان سب کو ٹھکرایا دیا اور کہا یہ ساری چیزیں ضرورت مندوں میں بانٹ دو مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے شعر ملاحظہ ہو:

خواجہ گفت این نہ در کار مرا     نیست کہ نیست اضطرار مرا
من فنی ام ز خلق مستغنی     حاجتم نے بہ مال و نہ بہ دنی

جب جہانگیر نے اس طرز زندگی اور اس طرز سلوک کو دیکھا تو ان کی طبیعت بہت متاثر

ہوئی خواجہ حبیؒ پیر کامل، صاحب کرامات، عارف بے بدیل تھے تو دوسری طرف فصیح بیان شاعر بھی تھے اور کشمیر کے نامی گرامی فارسی شعراء میں بھی شمار کیے جاتے ہیں:

خواجہؒ کہ حبیب موسیٰ بود آفتاب سپہر معنا بود
زبدہ عارفان بخوش نسبی ھم محبّ و حبیب و ھم حبیؒ
متخلص اگر بہ حبی بود شہرہ در عشق و در محبی بود۶

خواجہ حبیؒ پر اکثر و بیشتر وجد و سماع، سکر و حال، شوق و ذوق اور عشق کا غلبہ رہتا تھا اکثر قوالوں کی رقص و سماع کی محفل میں وقت گزارا کرتے تھے اور اس شوق کثرت کے زیر اثر نظم و اشعار کی طرف مسلسل رجوع کرتے تھے جس کے نتیجے میں خواجہ حبیؒ نے درد سے پر اور سوز و گداز سے لبریز غزلیں کہی ہیں اور کبھی کبھی عشق الٰہی کے اس آتش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے صوفیانہ نغموں اور سماع کا بھی سہارا لیتے تھے۔

۱۰۲۷ء کے آغاز میں شہر سرینگر کو ایک وبائی مرض نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور بڑی سرعت کے ساتھ چارسوں پھیلنے لگی اس سے تمام شہر کے لوگ متاثر ہوئے اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد موت کے منہ میں چلی گئی اس دہشت اور خوف کے عالم میں کافی لوگ مل کر خواجہؒ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور پوری صورت حال کا جائیزہ پیش خدمت کیا یہ حال سنکر خواجہ صاحب نے کچھ مدت کے لیے اپنا سر جھکا لیا اور خاموش ہوئے خواجہ صاحبؒ نے جب اپنا سر اوپر اٹھایا تو یہ کلمات ان کے منہ سے جاری ہوئے "امشب صبر کنید من در بدل شامی روم" اسی رات کے اندر خود خواجہ صاحبؒ اسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر 19 ذی الحجہ 1027، دن منگلوار بعد از نماز عصر 63 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ نوشہرہ سرینگر میں آپ کا آستان عالیہ زیارتگاہ ہر خاص و عام ہے۔

خواجہ صاحبؒ نے تصوف اور سیر وسلوک کے موضوع پر بہت ساری کتابیں تصانیف کیں ہیں جن میں کتاب مراۃ القلوب، تنبیہ القلوب، رسالہ تصوف، مقامات حضرت ایشان وغیرہ کے علاوہ اس میں عرفانی اشعار کا ایک بڑا مجموعہ بھی شامل ہے۔ آغاز میں حبی ملا محمد حسین آفاقی کے

حلقہ شاگردوں میں داخل ہوئے اوران سے عربی وفارسی زبان سیکھی۔بعد میں وہ شیخ یعقوب صرفی کی خدمت میں چلے گئے اورصرفی کواپنا پیرطریقت اورروحانی پیشوا تسلیم کیا اوراپنے روحانی پیشوا کی فرمایشات کے بموجب تن من سے راہ سلوک کے منازل طے کرتے گئے تو صرفی نے انھیں خرقہ ارشاد بخشا اورسالکان راہ حقیقت کی راہنمائی پرانھیں معمور کیا اورصرفی نے جبی کے بارے میں کہا تھا"مشعلی کہ از خوارزم آوردم درنوشہرہ گذاشتم"۔۸خواجہ صاحبؒ کی خدمات کشمیری سیروسلوک کی تہذیب کی ترقی اور پیشرفت میں ایک نمایاں اور درخشندہ حیثیت رکھتی ہیں۔جن کو عاشقان عشق الٰہی اورمعرفت رہتی دنیا تک اپنا کرخودکواوراپنے مریدوں کی تربیت کرتے رہیں گے۔خواجہ جبیؒ نے یہ نکات بڑی ہنرمندی اورمہارت سے شعر کے قالب میں پیش کیے ہیں۔شعر ملاحظہ ہو:

و لیکن تکبر کرد شیطان　　بسجدہ سر فرو ناوردشیطان
شدہ مردودی از آن تکبر　　کہ تصدیقش نکرد آبی تصور
کہ مذہب نا مریدی شد بشیطان　　از آن بر نا مریدان گشت سلطان
پناہ از نامریدی از تو گیرم　　بہ بی وصف مریدی تا نہ میرم
بگفت ابلیس راضی با تو ہستم　　کمر در خدمت غیرت بستم
ز مشت خاک آدم آفریدی　　مرا از آتشی ہم آفریدی
چرا آتش کند سجدہ باین خاک　　کہ آتش شد بلند از خاک بی باک
ولی شیطان ز عرفان بود مردود　　ز وصف آن خلیفہ دورتر بود
خلیفہ مظہر اسمای حق است　　خلیفہ مخزن اشیای حق است
خلیفہ مطلع انوار مولٰی است　　خلیفہ مجمع اسرار مولٰی است
خلیفہ منظر حسن و جمال است　　خلیفہ مظہر عزو جلال است
نہ منظر بلکہ عین ناظر است او　　نہ مظہر بلکہ عین ظاہر است او[۹]

مندرجہ بالامسطوراشعار میں خواجہ جبیؒ نے خلیفہ کے صفت واوصاف،ان کی اہمیت و

افادیت اوران کے مقام ومنزلت کی طرف اشارہ کرکے دراصل پیر ومرشد کے مقام ومنزلت اور معرفت ومریدی کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے خواجہ صاحبؔ نے شیطان کا زکر کرکے کہا کہ اس نے تکبر کیا، اپنے رب سے بحث کیا، امرالٰہی کوٹھکرا کر خلیفہ برحق کو سجدہ کرنے سے انکار کیا، کیوں ایسا ہوا وہ اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شیطان معرفت، اصل وجود، سرچشمہ کمال اور عشق حقیقی سے نابلد ہونے کے ساتھ ساتھ خود پسند اور نہایت درجہ مغرور تھا شاعر مشرق علامہ اقبال نے بھی اس کی طرف ان اشعاروں میں ذکر کیا:

نوری نادان نیم کہ سجدہ بہ آدم برم　　او بہ نھاد است خاک من بہ نژاد آذرم
می تپد از سوز من خون رگ کائنات　　من بہ دو صرصرم، من غو تندرم
آدم خاکی نھاد دون نظر و کم سواد　　زاد در آغوش تو پیر شود در برم

اس کے علاوہ وہ مریدی کے وصف سے بھی عاری تھے یعنی اپنا مرشد اور رہبر کسی اور کو تسلیم کرنا ان کی سرشت میں شامل نہ تھا یہی سب سے بڑی وجہ ہے خواجہ حبّیؔ اللہ تعالی سے نامریدی کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں اس کے بعد خواجہ حبّیؔ نے خلیفہ کے ان تمام صفات کو گنا جن سے شیطان بے خبر تھا مثلاً خلیفہ اسای حق کو آشکار اور شرح کرنے والا، خدائی اشیاء کا خزانہ اور خلیفہ مخزن اسرار ہوتا ہے اس کے علاوہ نور خدا کے طلوع ہونے کی بھی جگہ ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ہر کسی سے یہ معرفت کا بوجھ نہیں اٹھ سکا بلکہ یہ بھی بامعرفت لوگوں کے حصے میں ہی آیا۔
شعر ملاحظ ہو:

کہاں ہر ایک سے انسانیت کا بوجھ اٹھا　　کہ یہ بلا بھی تیرے عاشقوں کے سر آئی

خواجہ حبّیؔ نے دیگر نفسانی برائیوں کا بھی زکر نہایت ہی دلکش انداز میں کیا ہے اسی طرح خود پسندی کی مزمت میں خود کو خود پسندی سے دور رہنے کی دعا کرتے ہیں:

ز کرد خودپسندی کن دلم پاک　　کہ شد برباد عمر تودہ خاک

خواجہ صاحبؔ خدا سے علم ودانش کے علاوہ اپنی معرفت کا طلب کرتا ہے۔ شعر ملاحظ ہو:

بمن کن ذرہ ذرہ روشن از نور زمن کن دفعہ دفعہ ظلمتم دور

آنکھوں اور کانوں کی برائیوں اور قساوت قلبی سے نجات مانگتے تھے۔شعر ملاحظہ ہو:

غشاوت دور دور از سمع و بصر کن قساوت از دل و جانم بدر کن

خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اے اللہ اگر آپ نے مجھے انسانی شکل وصورت میں خلق کیا لیکن تو مجھے انسانی صفات سے آراستہ بھی فرما۔شعر ملاحظہ ہو:

چو بخشیدی مرا صورت ز آدم بکن از سیرت آدم تو شادم

خواجہ صاحب اللہ تبارک وتعالی سے کس طرح التماس کرتا ہے دعا کرتا ہے کہ مجھے حقیقی راہ دین وشریعت دکھا اور مجھے شریعت ،طریقت ،حقیقت اور درست راہ سیر وسلوک کی طرف راہنمائی کر۔شعر ملاحظہ ہو:

تن من از شریعت کن تو روشن دل من از طریقت کن تو گلشن

دلم کرد چو آباد از طریقت روانم کن منور از حقیقت

رہ از علم لیقینم توشۂ دل با این توشہ کنم قطع منازل

مندرجہ بالا مذکور اشعار میں راہ سیر وسلوک کے منازل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خواجہ حبّی اللہ سے دعا مانگتا ہے کہ مجھے علم الیقین عطا کر۔تا کہ میں عرفان کے مقام ومنازل کو بخوبی طے کر سکوں اور علم الیقین کے بعد عین الیقین پھر اس کے بعد حق الیقین کا بھی مطالبہ کرتا ہے شعر ملاحظہ ہو:

چو از عین الیقینم دل شود شاد پس از حق الیقینم شد جان باد

شراب ناب اور عشق ومعرفت کے شراب کی تمنا کرتے ہوئے خواجہ حبّی فرماتے ہیں:

می خمخانہ عالم بنوشم ہم از ہل من مزید میخروشم

بہ ملک دل نشینم فارغ البال کشم من کاسۂ کاسۂ بادہ آل

خواجہ صاحبؒ شراب سے مطلق وضاحت کے ساتھ کہتے ہیں کہ میرا شراب سے مراد

دنیاوی شراب نہیں ہے بلکہ یہ عشق و معرفت کے علم سے آگاہی، رموز واسرار الٰھی اور راہ سیر وسلوک کی شراب ہے وغیرہ۔ شعر ملاحظہ ہو:

مراد از می مرا جز معرفت نیست      می رز را بجز حرمت صفت نیست

شیطانی نفس کی مزمت میں خواجہ جبیؔ کہتے ہیں:

مکن چون آن مرید نفس شیطان      نماید شیخی خود بہر یک نان

پیر کامل، مرشد، رہبر اور ولی اللہ کی صفات بیان کرتے ہوئے خواجہ جبیؔ فرماتے ہیں۔ شعر ملاحظہ ہو:

نداند ہر زمان پیران کہ ہستند      ہمیشہ مست از جام الستند
امانت دار این دین رسولند      مقیم مسند صدر قبولند
گہی در گریہ گہی در خندہ باشند      گہی در حلّہ گہ در ژندہ باشند
گہی در کسوت شاہانہ باشند      ز جاہ و دولت افسانہ باشند
گہی ہمچو گدا خانہ بخانہ      بعد تیر بلا گشتہ فسانہ

عشق و معرفت کی حقیقت اور گمنامی کی وصف میں خواجہ صاحبؔ فرماتے ہیں۔ شعر ملاحظہ ہو:

ز قید این و آن آنکہ باشند      نہ ہرگز شاد و نی ناشادباشند
نشانی شان در اینجا بی نشانی است      درون آشکاری ہم نہانی است
چو ماہی ہمدم آہیم ہر دم      ولی غافل ز آب معنیش ہم

میں، اس کی اہمیت، مقام ومنزلت کے بارے میں اور ان کو پیر کے لقب سے کس طرح یاد کرتے ہیں۔ شعر ملاحظہ ہو:

بیا جبیؔ مگو دیگر فسانہ      بگو اوصاف آن پیر زمانہ
شہنشاہی بہ ملک مرشدی کیست      ازو نام و نشانی ہم بگو چیست
زہی پیری کہ ایزد راست محبوب      بود نام شریفش شاہ یعقوب
بہ اوج رہبری چون آفتاب است      برج رہروی چون ماہتاب است

عجب قطبی کہ برروی زمین است  به قطب آسمان زینت ازین است
الٰھی کاش می بودم سگ او  ہمیشہ بودمی تا در تک او
بفرمانش شوم اندر تگ و پو  نگردانم ز فرمانش گھی رو
بود مہری درون امر پیران  بود زہری در امر نفس و شیطان[10]

خواجہ صاحبؒ ایک برہمن کی داستان نقل کرتے ہیں کہ جو ہمیشہ خلاف نفس عمل کیا کرتا تھا۔جس کے سبب وہ ایک اعلیٰ اور بلند مقام تک پہنچے ہوئے تھے۔خواجہ جیؒ کہتے ہیں کہ ایک دن ان کے پاس ایک صاحب کرامت اور بلند پایہ کے ایک ولی کا گذر ہوا۔ان سے ان کا حال پوچھا تو انھوں نے اپنی داستان سنا دی یہ سن کر اس مسلمان بزرگ نے ان کو دعوت اسلام دی اس برہمن نے کہا کہ آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں میں اس پر غور وفکر کروں گا جب اس برہمن نے اپنے نفس کی طبیعت دیکھی تو وہ بہت ناخوش تھی جب انھوں نے دیکھا نفس اس دعوت کو قبول نہیں کرنا چاہتا ہے تو اس نے نفس کے برخلاف کر کے دعوت اسلام کو قبول کر کے کلمہ لا الہ اللہ پڑھا۔شعر ملاحظہ ہو:

شنیدم یک برہمن گوشہ نشین بود  بقہر نفس چنینش بر جبین بود
از آنرو صاحب اسرار بودہ  کہ بر نفس خودش قہار بودہ
رسید آنجا بزرگی مرشد دین  خدا ترس و خدا دان و خدا بین
بگفتش ای برہمن چیست حالت  کند بر حسن کار تو دلالت

اس کے بعد خواجہ صاحبؒ نے چند ایک صفات رزائیل مثلاً بخل، غصہ، لالچ، کینہ، شہوت، فخر وغیرہ وغیرہ کے علاج ومعالجہ کا بھی طریقہ بتا دیا۔شعر ملاحظہ ہو:

بود داروی بخل از جود لازم  دوای خشم باشد حلم دائیم
دوای حرص باشد ترک و تجرید  دوای حقد از ترس و تہدید
دوای شہوت آمد خوردن کم  جدا بودن زآنکہ نیست محرم
تواضع بی شکی داروی کبر است  ہر آنکس کرد داروی از مرض رست

شدن راضی بہ قسمت ھای باری　　　بود داروی حسد را گر تو داری
چو بہ گسستی ز اخلاق رزائیل　　　بہ اخلاق خدا کردی تو مائیل

بنی نوع انسان کو خدا کے تئیں جو غفلت اور عدم آشنائی کے جو پردے پڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے خدائی طاقت، قدرت کے کرشمے، احسانات، خدائی قہر، لطف وعنایت، درگذر و بخشش کے علاوہ دیگر کتنی ساری نعمتیں ہیں جن کو انسان فوراً فراموش کرتا ہے۔اس ضمن میں خواجہ جبّی انسان کی اس غفلت کو ایک داستان کے ذریعے ہمیں سمجھانا چاہتے ہیں کہتا ہے کہ ایک جاہل اور غافل انسان نے بیٹے کو اپنے کندھے پر سوار کیا اور تھوڑی مدت کے بعد ہی وہ بھول گیا اور بیٹے کو ڈھونڈنے لگا۔ وہ مارا مارا کوچہ و بازار اور گلیوں میں دیکھنے لگا اسی اثنا میں وہ بازار میں ایک مرد سے مخاطب ہوتا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا آپ نے میرے بیٹے کو تو نہیں دیکھا؟ اس مرد خدا نے جواب دیا کہ اس کی شکل وصورت، رنگ وقد کے بارے میں بھی تو بتاؤ،؟ انھوں نے کہا قد اس طرح ہے چہرے کا رنگ ایسا ہے اور کپڑے اس طرح کے پہنے ہیں یہ سنکر اس مرد نے کہا کہ جو بچہ آپ کے کاندھے پر ہے کیا ایسا ہی ہے؟

خواجہ جبّی اس حکایت سے ہمیں یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس مرد کی طرح خدا ہمیشہ انسان کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے یہ ہماری لاعلمی اور جہالت ہے یہ ہماری روح کی پستی ہے کہ جو ہم اس کو احساس نہیں کر پاتے ہیں اور کسی اور جگہ ڈھونڈنے چلے جاتے ہیں ایسا سوچتے ہیں کہ جیسے دور کسی ناقابل پہنچ جگہ پر ہے اور اس حوالے سے تو حدیث قدسی میں بھی اشارہ ہوا ہے کہ "نحن اقرب الیہ من حب اللورید" ہم آپ کے رگ جان سے بھی قریب ہیں۔اس کے علاوہ رہبر کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے خواجہ جبّی ایک داستان "زبدۃ الاولیاء" حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی سے نقل کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں ایک دفعہ ایک شخص نے رہبر کی ضرورت کو جھٹلایا تھا۔ کہتے ہیں کہ کچھ مدت کے بعد ہی اسی شخص کو ایک سفر درپیش آیا اور اپنی منزل تک پہنچے کا راستہ ان کو معلوم نہ تھا ابھی زیادہ دور تک نہیں چلا تھا کہ وہ گم ہو گئے اس کے بعد ان کا گھوڑا پیاس لگنے کی وجہ سے زیادہ دیر

تک ٹک نہ سکا اور وہ مرگیا اور اس کے پاس جو مال و اسباب تھا وہ بھی چوروں نے لوٹ لیا اب تھکا ہوا اور خستہ حالت میں ایک جگہ بڑا اداس اور غمگین بیٹھ گیا، سوچتے سوچتے ان کو خیال آیا کہ اگر مجھے اپنی منزل تک پہنچنا ہے تو ایک رہبر کے بغیر میں نہیں پہنچ پاؤں گا۔ یہ رہبر ہی ہے کہ جو مجھ کو اپنی منزل مقصود تک بغیر کسی تکلیف کے اور صحیح و سالم پہنچائے گا، پھر اس کے بعد ایک نزدیکی گاؤں کا رخ کرتے ہیں اور اپنے لیے ایک رہبر منتخب کرتا ہے اس کے بعد رہبر کے ساتھ چل کر وہ اپنی منزل تک بغیر کسی تکلیف کے پہنچ جاتا ہے سفر سے واپس آ کر سیدھے علاء الدولہ سمنانی کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے رہبر کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے۔ مرشد اور رہبر کی صحبت اختیار کرنے کے لیے پہلے چند ایک شرائط کا تسلیم کرنا بہت ضروری ہے اس ضمن میں خواجہ جبّی کہتے ہیں کہ پہلی شرط جو ہے وہ ربط قلب ہے شعر ملاحظہ ہو:

مراد از ربط بین پیوستن دل       بہ پیر مرشد کامل مکمل
جدا کردن بوی اہل و عیالی       جدا کردن ز دل مال و منالی
کمر بستن درون خدمت پیر       رعایت کردن از دل حرمت پیر۱۲

دوسری شرط خواجہ جبّی نے تسلیم کو بتایا ہے اور کہتے ہیں:

دوم شرط است اینجا شرط تسلیم       چنینم پیر کامل کرد تعلیم
دگر تسلیم چون مردہ بہ غسال       نہ جنبش می کند او در ھمہ حال
معطر می کند اعضائی مردہ       ملبس می کند اجزای مردہ
چنان باید بہ مرشد کرد تعلیم       کہ جان باید بہ مرشد کرد تسلیم
اگر بر گردنت تیغی براند       تو سر تسلیم کن گو نیک داند

تیسر شرط کے حوالے سے خواجہ کہتے ہیں:

سیوم شرط است ترک اعتراضت       کہ این شرط است اصل ریاضیت
اگر آید ازو چیزی مخالف       مکن زان اعتراض تو بعارف

عرفان کے اس حصے کو سیر وسلوک کا علم کہا جاتا ہے جس حصہ میں سالک کو انسانیت کی بلند ترین چوٹی یعنی توحید تک پہنچنے کی کہاں سے سفر شروع کرنا چاہیے تاکہ وہ حضرت صمدیت کے قریب آجائے۔۱۳ آخر کار خواجہ حبیؒ کی عرفان وتصوف کی اپنائی ہوئی روش کو دیکھتے ہوئے یہ امر اور بھی واضح اور عیاں ہوتا دکھائی دیتا ہے کہ جو نام عرفان وتصوف اور پیر ومریدی میں ہماری وادی کشمیر نے کمایا ہے وہ دلفریب اور منفرد ہیں برابر اس کے شایان شان ہی خواجہ حبیؒ کی مریدی اور مرشدی کے مختلف پہلو بھی دکھائی دیتے ہیں خواجہ حبیؒ نے شیخ یعقوب صرفیؒ کی مریدی میں آکر سیر و سلوک اور عشق ومعرفت کے مختلف منازل طے کر کے ان کے شاگردوں میں ایک خاص مقام حاصل کر کے پیر ومریدی کی اس تہذیب وثقافت کی ترویج میں بھی ایک اہم رول ادا کر کے اس کو مزید استحکام بخشا۔ صرف یہی نہیں بلکہ آنے والے وقت میں اس سے منسلک ہونے والے افراد کے لیے ایک ہموار راستہ بنا رکھا۔ اس حوالے سے بڑے اعتماد کے ساتھ، خواجہ حبیؒ کی سوانح حیات کا مطالعہ کرتے ہوئے اور اس کے علاوہ بالخصوص مختلف تاریخی اور قابل اعتماد منابع ومآخذ کا مطالعہ کرنے کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ خواجہ حبیؒ بذات خود ایک فرمانبردار اور لائق شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مہربان اور شفیق مربی بھی تھے یہی چیز خواجہ حبیؒ کی خوبصورتی میں قابل قدر اضافہ کر دیتی ہے جس سے آج تک اسکالر، مصنفین، اساتذہ، طالب علموں کے علاوہ خاص طور پر ان کے چاہنے والے یاد کرتے ہیں اتنا ہی نہیں جو لوگوں کو مشکلات میں دیکھ کر تڑپتا تھا اور کہے آپ کچھ وقت صبر کریں میں آپ کے بدلے خود کو قربان کر دوں گا تو اس طرح سے خواجہ صاحبؒ شیخ سعدی کے ان چند اشعار کے مصداق بنے شعر ملاحظہ ہو:

بنی آدم ز اعضای یک دیگرند — که در آفرینش ز یک گوهرند
چون عضوی به درد آورد روزگار — دیگر عضو ہا را نہ ماند قرار

اس سے بڑھ کر راہ سیر وسلوک، عشق وتصوف اور معنوی آگاہی ومعرفت کیا ہو سکتی ہے؟ ادہر صرف اتنا کہا اور چند گھنٹوں کے بعد ہی خدا کے پاس پہنچے۔ ادہر عوام الناس سے خدائی قہر ٹل

گیا۔اسے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان ارتباط کس قدر محکم اور مضبوط تھے کہ ادھر بندے نے آرزو کی ادھر خدا نے کہا قبول ہے آج کی اس ماڈرن اور نیوکلیر دنیا میں یہ ناممکن لگتا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ آج کی دنیا میں کیوں مشکل اور ناممکن لگتا ہے کیونکہ نہ کبھی ہم نے پیرا اختیار کیا، نہ کبھی چلہ کاٹا اور نہ ہی ہمیں معنویت کی طرف کسی نے رہبری کی ہے بلکہ ہمیں پتہ ہی نہیں ہے کہ معنویت اور سیر الہ اللہ کیا ہے ہم بھول گئے ہیں کہ ہماری وادی کشمیر کو کسی زمانے میں "ریش وار" (سیر الہ اللہ کرنے والوں کی وادی) کہا جاتا تھا مختصراً عرفان وتصوف اور راہ سیر وسلوک کشمیری تہذیب وثقافت کی تاریخ کا ایک اہم اور بڑا حصہ ہے کشمیر کی عوام الناس پیر ومریدی کے بطور خاص معتقد تھے روحانی اشخاص سے کسب فیض کرنا کشمیر کی ایک پرانی روایت رہی ہے تو اس ضمن میں اس تہذیب وثقافت میں خواجہ حبّی نے بے شمار خدمات انجام دے کر اس کو چار چاند لگا کر اس سے ترقی کی بلندیوں تک پہنچایا۔خواجہ حبّی ایک شفیق باپ کی طرح عوام الناس سے دکھ درد کو دور کرتا تھا ہمیشہ غریب اور نادار لوگوں کی دادرسی کرنے میں پیش پیش تھا اس طرح کی دیگر خوبیوں کی وجہ سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد ان کی دلدادہ تھی جس سے کشمیری معاشرہ اور سماج میں لوگوں کے درمیان پیار ومحبت، آپسی بھائی چارگی اور صلح وآشتی پیدا ہوئی اور اس طرح سے ہمارے معاشرے میں ترقی کے ساتھ ساتھ امن وامان قائم ہوا کیونکہ جس قوم وملت کے لوگوں کے درمیان اتحاد ہو وہی قوم باقی رہ سکتی ہے اور وہی قوم ہر میدان میں ترقی کر سکتی ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات:

۱۔واقعات کشمیر، محمد اعظم دیدمری، مترجم ڈاکٹر شمس الدین احمد، ناشر، جموں اینڈ کشمیر اسلامک ریسرچ سینٹر سرینگر، طبع پنجم ۲۰۱۹ء، ص، ۱۰۳، ۱۰۴

۲۔کشمیر کے فارسی شعراء، محمد صدیق نیاز مند، ناشر، جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۹۴، ص، ۱۵۳

۳۔فتحات الکبرویہ،عبدالوہاب نوری، برگ ۳۹۰،قلمی نسخہ

۴۔رسالہ تصوف و مراۃ القلوب،جبی کشمیری،مترجم،پیر غلام نبی،ناشر،آفاق پرنٹرس سرینگر ۲۰۰۰،ص،۱۵

۵۔ایضاً۔ص،۱۶

۶۔ایضاً۔ص،۱۸

۷۔واقعات کشمیر،محمد اعظم دیدمری،مترجم ڈاکٹر شمس الدین احمد،ناشر،جموایند کشمیر اسلامک ریسرچ سینٹر سرینگر،طبع پنجم ۱۹۰۲،م،ص،۲۰۶

۸۔کشمیر کے فارسی شعراء،محمد صدیق نیاز مند،ناشر،جے کے آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۱۹۹۴،ص،۱۵۴

۹۔تنبیہ القلوب،حبیب اللہ نوشہری کشمیری،مترجم پیر غلام نبی،مطبع،شالیمار آرٹ پریس سرینگر، ۱۹۹۳ء،ص ۲۸

۱۰۔ایضاً۔ص،۳۱

۱۱۔ایضاً۔ص،۴۴

۱۲۔اسلامی علوم کا تعرف،شہید مرتضی مطہری،مترجم،سید محمد عسکری،ناشر،سازمان فرہنگ وارتباط اسلامی،تہران ۱۴۱۷ھ،ص ۲۳۴

☆☆☆